

قادیان میں درس القرآن کے اختتام پر اجتماعی دعا

ادارہ عید الفطر کی تقریب سعید

قادیان ۸ مارچ - رمضان المبارک میں عید الفطر کے وقت نماز تہجد میں قرآن کریم کے ذکر کے حید دستور سابق اساتذہ اعلیٰ بھی سجدہ اقصیٰ قادیان میں نماز ظہر اور عصر کے درمیان سارا ماہ مبارک قرآن کریم کا درس جاری رہا جس میں قرآن کریم کا ترجمہ اور مختصر تفسیر بیان کی جاتی رہی۔ اس طرح یہ دورہ مکمل تاریخ ۱۸ رمضان المبارک تک پوری ہو گیا۔ جیسا کہ اصحاب کرام ساتھ ساتھ ساتھ خانہ بونے والی یورپوں میں یہ دورہ جاری ہے۔ اس میں پہلے پانچ روز عزم حاضرانہ مزاویہ احمدیہ صاحبہ شکر اللہ کہانے نے درس القرآن دیا۔ علیحدہ حکم مولوی عبدالقادر صاحب ناضل مولوی نے دو دن درس کو سرورہ الکلیف کے اختتام تک ایشیاء مکمل فرمایا۔ انہوں نے مولوی محمد صاحب ملا باری مولوی ناضل نے دو دن درس دیا۔ ان کے بعد حکم مولوی محمد شکر علی صاحب جنگل مولوی ناضل نے تین دن درس دیکر صورت عینکیت کے اختتام پر اپنے حصہ درس ختم کیا۔ مولوی رولے حکم مولوی محمد حفیظ صاحب نقیاری نے صورت دوم سے اپنے دن کا آغاز فرمایا اور ۲۴ ویں روز سے تک تیسری پارسی کے تین تحت ختم کر کے پندرہ روزہ رمضان المبارک کو نظارت تعلیم و تربیت کیلئے سے اجتماعی دعا کا اختتام بھی کیا تھا اس لئے اصحاب کے اسانی کے لئے اس دن پارسی کے دن کا آغاز ہوا۔ حکم مولوی محمد حفیظ صاحب لاشل نے تیسری پارسی کے آخری پارچہ کا درس پانچ بجے تک مکمل کر لیا۔ بعدہ یہ وقت تیسرے دن کے ہونے کا نتیجہ ملاحظہ اور برقی مینامات مسنگہ کو دعا کی تحریک کی گئی۔ اور وقت کی گنج گشت کے مطابق ایسی دو خواستوں کا بیشتر حصہ پیش کر دیا گیا۔ آخر میں عزم مولانا مولوی عبدالرحمان صاحب ناضل امیر مقامی قادیان نے ایک اختتامی تقریر فرمائی جس میں پانچ ماہ مبارک کی برکات اور اس سے اصحاب کرام کے استفادہ کا ذکر فرمایا اور فرمایا کہ ان مبارک ایام میں آخرت کے لئے اشر علیہ وسلم کا ہوش نہ کیا تھا اور اصحاب جماعت کو کس طرح ان قیمتی اوقات سے زیادہ سے زیادہ روحانی فائدہ حاصل کرنا چاہیے اور بہت باکوشی

تعمیرت سے وہ انسان بنے ان مبارک ایام میں روزہ رکھنے سے تہذیب و تمدن کو بڑھانے اور عقائد و عقبات دینے اور اشکاف وغیرہ عبادات و اعمال حسنة کے بجائے کافرتیوں کی آہنی زنجیریں کھینچ کر ایک اجتماعی دعا کے لئے سب اکٹھے ہوئے ہیں۔ اس موقع پر ہماری دعا کا سب سے زیادہ مستحق اسلام ہے۔ اسلام کی روحانی برتری اور منزلت کے لئے دعا اور اس کی قبولیت میں درحقیقت تمام انفرادی اور اجتماعی نیت آجاتی ہیں۔ بلکہ اس میں ساری دنیا کی نفع و بہبود کا راز مضمر ہے۔ انہوں نے اصحاب یورپیوں سے دعا کی کہ خود اطلاق اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے سامان میں زیادہ سے زیادہ سب کو اس کی طرف متوجہ فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کے بعد اس سے بھر پورہ ہستی ہی ہوتی فرمائے اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے کوشاں ہیں۔ اور یہ سنا حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوتی قرآن میں تعلیم کو اس کی تشریح و زمانہ میں ناصر و مددگار بننا ضروری ہے۔ اور اس پر فخر و فخر کرنے کا باعث ہے۔ ان کے حق میں دعا کی جائے۔ ہماری محبوبہ ام سیدنا حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام ایہ اللہ تعالیٰ شہرہ اللہ عز و جل کی رحمت سے نائل ہوئے۔ آپ سے ہی یوں تو سبھی اصحاب جماعت اپنے آپ کے لئے دعائیں کرتے ہیں۔ مگر اس موقع پر یہی خصوصی دعا کا ایک طرح سے مفید رہی ہے۔ اس وقت کیا ماں مازوری سے تا حد تک کا کیا حیثیت میں جماعت اور زیادہ تر کئے اور حضرت زکریا کے وقت اور سہیل اور تازہ ترین بدایات جماعت کے ایمان میں اضافہ اور عمل میں زیادہ تہنگی پیدا ہو۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی فائدہ ان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دیگر قابل احترام افراد کے لئے خاص طور پر دعا کی کہ انہوں نے اس طرح عمل میں سلسلہ جملہ کارکنان صدر انجمن احمدیہ و تحریک جدید باقیقت مدید اور جماعتوں کے عہدیداران اور عہدہ افراد جماعت کے لئے دعا کی کہ انہیں تقویٰ قرآنی اپنے کہیں دوستوں کے آپ کو نماز تہجد میں قرآن کریم سننا یا جو دستوں نے غنت

عید الفطر کی تقریب سعید

اسلامی منہ درستان میں ہر فردی کو سہ روزہ تھا اس لحاظ سے ہر ماہ

کہا کہ عیسائے کفر میں تاریخ فروری کے وقت بیشتر جماعتیں نے جانے کی سنجھی اور طوائف قادیان اور اس کے مضافات میں جو محفلے اور مضافات میں اس لئے جملہ پرنسپل کے پانچ پانچ جماعتیں جمع کیں اس وقت کہ پانچ پانچ انجمن آسمان پر منزلوں کو ایک ماہ کی مسلسل ریاضت کو کامیابی سے انجام دینے پر مبارکباد پیش کر رہا تھا اس وقت میں ہی ہر جماعت میں ہر روز کے ایک اور سے کو پانچ ماہوں میں جملہ مبارک کا تحفہ پیش کیا اور ان کی رو میں مبارک رب العزت میں اختتام اور شکر گاہی سے بدایات سے پرتھیں کھانے اور ہر روز تہجد سے انہیں اس خصوصی عبادت کا موقع ملا۔ نظارت تعلیم و تربیت کی حالت سے سبھی نوجوانوں کو سبھی میں نماز عید ادا کرنے کا اعلان کر دیا گیا۔ چنانچہ اصحاب جماعت سعادت تہذیب کی ابتدا میں سب کو تہذیب و تمدن سے کڑے زب سے کئے۔ وقت معروضہ سے قبل ہی سعید میں پورچ کے عزم حضرت امیر صاحب مقامی مولانا عبدالرحمان صاحب ناضل نے منہن طریق پرتھانہ پرتھانی اور خطبہ دیا جس میں آپ نے ان مقدس ہنواروں میں خوشی اور مسرت کے اظہار کے اسلامی طریق کی وضاحت فرمائی اور ذکر تہواروں کے امتیاز کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ فقط گناہ سے انسان کی زندگی کا مقصد کھانا پینا اور عیش و عشرت منانا ہی نہیں بلکہ اپنے نفسوں کی تلاش اور اس کی رضا و عدل بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ایک ماہ کی ریاضت میں ہی ہر جماعت میں بیعت ہوئی ہے کہ ہم سال کے ہر ماہ ہر روز اپنی زندگی کو شریعت کی ہدایات کے مطابق گزاریں۔ ہر نوع انسان کے لئے مفید و نفع مند امور ہمارے آئندہ زندگی کو قبول کرنے کے لئے ہر ماہ اور ہر روز کا نیک کامیابی سے روزہ رکھنا زیادہ سے زیادہ ہر جماعت میں تبلیغ و اشاعت میں تہذیبی طور پر بڑی محنت اور تسبی سے کام کرتے رہے ہیں۔ جماعت کو آپ کے وجود سے اس علاقہ میں بڑی فائدہ پہنچا ہے۔ آپ کچھ عمر سے صاحب فرانس ہیں اور والدینوں تو آپ کی خالت زیادہ ہی بڑھ گئی ہے۔ بلکہ پرنسپل گرووں میں خرابی کے علاوہ دل کی بیماری کا پانچ ماہوں میں علاج صحیح جاری ہے۔ اصحاب جماعت اپنے غمگین بھائی کی صحت کا ملہ حاصل اور درازی عمر کے لئے صحت و سعادت سے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نطفہ کچھ جلد صحت یاب فرمائے۔ اور جمعی از پیش خدمات سلسلہ بھلائی کی توفیق بخشنے۔ آمین۔

حکمر مولوی محمد اسماعیل صاحب ناضل کی یادگیری کے لئے خصوصی دعا کی تقریب

حکمر مولوی محمد اسماعیل صاحب ناضل کی یادگیری کے لئے خصوصی دعا کی تقریب میں سلسلہ سے جماعت اور غمگین کے باعث علاقہ جونی ہند کی تبلیغ و اشاعت میں تہذیبی طور پر بڑی محنت اور تسبی سے کام کرتے رہے ہیں۔ جماعت کو آپ کے وجود سے اس علاقہ میں بڑی فائدہ پہنچا ہے۔ آپ کچھ عمر سے صاحب فرانس ہیں اور والدینوں تو آپ کی خالت زیادہ ہی بڑھ گئی ہے۔ بلکہ پرنسپل گرووں میں خرابی کے علاوہ دل کی بیماری کا پانچ ماہوں میں علاج صحیح جاری ہے۔ اصحاب جماعت اپنے غمگین بھائی کی صحت کا ملہ حاصل اور درازی عمر کے لئے صحت و سعادت سے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اپنے نطفہ کچھ جلد صحت یاب فرمائے۔ اور جمعی از پیش خدمات سلسلہ بھلائی کی توفیق بخشنے۔ آمین۔

راپڈ ریڈر

خطبہ عبد الغفار اپنے قلوب میں محبت الہی کی چنگاری پیدا کرو

بہی وہ تحفے جو انسان اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کر سکتا ہے

اد حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الثانی ایۃ اللہ نقیۃ العزیز فرمودہ مارچ ۱۹۵۰ء بمقام یارک ہاؤس کوٹہ

سینا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایۃ اللہ نقیۃ العزیز کا یہ ایک غیر مطبوعہ خطبہ عبد الغفار ہے جو احباب کی خدمت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ اس خطبہ کا حوالہ دینا دونوں افضل ۱۲ جولائی ۱۹۵۰ء میں شائع ہو گیا تھا مگر اصل خطبہ نامہ اس وقت تک نہیں پڑھا تھا اب عبد الغفار کی تقریباً سب سے پہلے غیر مطبوعہ خطبہ فرمودہ نویں ایچ ڈی ڈی پرنٹنگ پریس کوٹہ

شہدہ نمود اور سورہ نوح کی تلاوت کے بعد فرمایا: دنیا میں

کئی قسم کے انسان

ہوتے ہیں۔ اور مختلف قسم کی باتیں پائی جاتی ہیں۔ کوئی ایسے ہوتے ہیں جن کے دل اتنے سخت ہو چکے ہوتے ہیں کہ تم اور خوشی سبھی اور برائی اور ترقی اور تنزلی کا ان کے دلوں پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ ان کے لئے عبد اور عروج میں گرتے ہیں۔ اگر وہ عیبوں سے دور نہ رہیں تو وہ یہ دعویٰ کر سکتے کہ یہ ایام محرم کے ہیں اور اگر کئی میں تو وہ یہ دعویٰ کر سکتے کہ یہ ایام عید کے ہیں۔ یہاں یاردا جا کر کوئی تبدیلی ان کے اندر پیدا ہوا ہے۔ تو وہ ان کے بڑے بڑوں کی طرف سے برقی ہے۔ مثلاً اُسے نئے کپڑے بنا دینے یا کچھ کھانے کھلا دینے۔ دوزخ ایسا شخص اپنی ذات میں ہی محروم ہوتا ہے اور اپنے ارد گرد کچھ کاغذی نہیں ہوتا۔ اگر کوئی اتنے احساس برتے ہیں کہ سال کا سال ان کے لئے محرم کا دن ہوتا ہے یا عید کا دن ہوتا ہے۔ مرتے دئے مر رہے ہوتے ہیں اور وہ سب سے ہوتے ہیں۔ ہمنے والے ہمنے رہے ہوتے ہیں اور وہ رورہے ہوتے ہیں۔

مجھے یاد ہے

جب ہم چھوٹے چھوٹے تھے۔ ہمارے ایک مراد کے بڑے بڑے حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے پاس علاج کے لئے آیا کرتے تھے۔ میں ان دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الاول سے پڑھنا لکھنا وہ عورت بلا وجہ سنتے چلی جاتی تھی اور بلا وجہ روٹی جاتی تھی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے فرماتے تھے: آؤ میں تمہیں اس عورت کی بیماری بتاؤں۔ یہ سیریس یا مرفس ہے۔ تری عیب ہے جب طاعون پڑی تھی اس عورت کے وہیں رشتہ دار مر گئے تھے۔ اب اسے مخاطب کر کے فرماتے تھے: بی بی اس طاعون میں کیا تیرا پاپا ہوا تھا۔ اس پر وہ تھپتھپا کر گئے۔ کئی مرتبہ اب طاعون سے مر گیا تھا۔ اور شاہد بھائی یا بیٹا تھا۔ مجھے ٹھیک یاد نہیں رہا۔ اُس کے متعلق

جب سوال کیا گیا

تو اس عورت نے پھر تھپتھپا کر کہا یا بھائی یا بیٹا بھی طاعون میں مر گیا ہے۔ میرے کے متعلق یہ پوچھا تھا۔ میں نے تھپتھپا کر جواب دیا۔ یہ وہی وہی مر گیا ہے۔ تو اس نے اسے سامنے لگتے تھے۔ ہم کی بات کر دو۔ دوسرے شخص کو اُس کے بعد پروردنا آجاتا۔ وہ ہنس دیا۔ جو معنی وہ انسان سب سے ہوتا ہے کہ وہ ہمان جاتا ہے۔ لوگ اس کی تلاش شروع کرنے میں تھیں کہ تعارض ہو تو ہنسی ہوتی چھٹتے۔ بلکہ اس کا جواب دینے میں اور ان کا وہ از میں لڑائی پیدا ہوا ہے۔ جو معنی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو کچھ ہوتے ہیں اور کچھ ہونے کے لئے وہ اپنے عیب کو سنبھال کر پھر برکت حاصل کرنے کے کوشش کرتے ہیں۔ اُسے ان کے جذبات پر کھنکھنایا اعلانیہ غلیظوں کی وجہ سے شروع ہوتے ہیں۔ ان کے لئے ان کے

جذبات میں تقاضا

نہاں تا ہے ایک شخص کے اندر رحم اور غضب دونوں پائے جاتے ہیں۔ وہ دم دم کے وقتوں پر رحم ہے اور غضب کے وقتوں پر غضب ہے۔ لیکن بعض لوگ

زیادہ سختی اُس کی نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے۔ مثلاً بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جن میں محبت اور قربانی پائی جاتی ہے لیکن وہ اپنی فوج اور محبت کا مزاج اپنی سیوری کرنا لینے ہیں۔ دوسری طرف بائیں بھی برقی ہیں لیکن ان کی فوج اور نہیں ہوتی۔ ان کی محبت کے سارے احساسات برقی کے لئے ہوں گے۔ یہی عیب ہونے کو اُس میں غم کے جذبات پائے جائیں گے اور وہ اس کے لئے قربانی بھی کریں گے۔ لیکن اگر ماں کرنا وہی ہوگا تو اس کی خدمت اور

قربانی کا جو شش

ان کے اندر پیدا نہیں ہوگا اور کئی لوگ ایسے ہوں گے کہ ان کے اندر اولاد کی محبت خدمت سے پائی جائے گی لیکن وہ عید کرنے والے کو وہ پوچھیں گے بھی نہیں۔ وہ صرف اولاد کو اٹھانے پھینکے گئے۔ کچھ بعض کی سبیلوں سے شہید محبت ہوتی ہے اور اولاد سے محبت نہیں ہوتی۔ کوئی اپنے بھائیوں کو بھول جاتا ہے۔ کوئی غامضی محبت کو اتنی ترجیح دیتا ہے کہ وہ خاندان کی عزت کے لئے صدمہ کھ کر گذرنا ہے۔ وہ اس کے لئے اور سون کرنا کرتے ہیں۔ وہ بھی دروغ نہیں کرتا۔ غرض جو لوگ صحیح ایمان ہوتے ہیں۔ اخلاق اور برائی کی وجہ سے ان کی محبت اور قربانی کے احساسات میں بھی امتیاز پایا جاتا ہے۔ کوئی ایک طرف زیادہ اہل ہو جاتا ہے اور کوئی دوسری طرف۔ مرنے میں بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اُن کی کوئی کالی ہوس ہوتا ہے اور کوئی ادنیٰ وجہ کا مومن ہوتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ سے فرمایا: آؤ میں تمہیں

تین آدمیوں کی ایک مثال

بتاؤں۔ میں آدمی ایک پہاڑی سے گذر رہے تھے کہ طوفان آیا۔ بجلی لگنا لگا اور انہوں نے خیال کیا کہ یہ بجلی کہیں ہم پر نہ گرتی ہے۔ وہ تینوں ایک ناز کے اندر گھس گئے۔ اتفاقاً ایسا ہوا کہ وہ بجلی ایک پتھر پر پڑی اور وہ پتھر اٹھک کر ناز کے مندر پر پڑا۔ اور وہ اندر بند ہو گئے۔ وہ پتھر سمیٹوں میں درخ تھا۔ جس کا رے سٹانا ان تینوں کے پس کی بات نہ تھی۔ باہر ہونے تو شاید بجلی گرنے سے اُن میں سے ایک باہر نکلے۔ اب تینوں ہی کو باہر نکلنے کی ہمت تھی۔ اس ناز سے نکل نہ سکتے تھے۔ کسی گذرنے والے سے اس طرف دیکھی نہیں جاسکتی تھا کہ یہ ناز کے اندر پہلے گئے ہیں اور پتھر عید کی ناز کے مندر پر آ گیا ہے تاکہ وہ ان کے

بچاؤ کی کوئی تدبیر

اختیار کر سکتا۔ تینوں بہت گھبرائے۔ ان میں سے ایک کا ذہن اس طرف لگا کہ وہ دعا کرے اور میں میں ایک اپنی کسی نیکی کو جو اس کے ذہن میں صحت ہوئی تھی۔ اس کا واسطہ دے کر خدا تعالیٰ سے اطمینان کرے کہ اسے خدا آڑ میں نہ دیکھیں۔ عین تری رنفا کی خاطر کیے تو مجھے صاف کر دے اور پھر وہ گرتے ہوئے بری عبادت کی کوئی صورت پیدا کر دے۔ ان تینوں میں سے ایک نے ایک ایک نیکی پتھر اور

خدا تعالیٰ کے حضور دعا کی

اُن میں سے ایک نے کہا: اے خدا! جانتا ہے کہ میں خوب ہوں اور چند بکریاں میرے پاس ہیں۔ میں انہیں منگنی کرانے سے مانا ہوں اور شام کو گھر واپس جانا کا وعدہ دہتا ہوں اور وہ وعدہ خود بھی پیتا ہوں اور اپنے بڑی بچوں کو بھی بلایا ہوں۔ آؤ پتھر اور

کی اداں سے کھڑا کر لیتے ہیں ان کے علاوہ نہ میری کوئی جائداد ہے اور نہ میرے پاس کوئی دولت ہے۔ پھر اسے خدا تو نے ان غریب کے مال باپ کو بھی زندہ رکھا ہے۔ خود سے جہاں تک ہو سکا میں نے تیرے اس حکم کو نظر ملحوظ رکھا ہے کہ مال باپ کو اپنے بیوی بچوں پر مقدم رکھو۔ میں اس درجہ کے مطابق ہی ان کی خدمت کرتا رہا ہوں اسے خدا جیسے معلوم ہے کہ

ایک دفعہ ایسا ہوا

کسی جنگلی می بکریاں چرا رہے تھیں تو ان کو دیکھ کر میں دیر ہو گئی میرے بڑے مال باپ نیند کی روناخت دیکر کے اردہ سر گئے۔ جب میں گھر پہنچا تو میری بیوی اور میرے بچے منتظر بیٹھے تھے۔ انہوں نے کچھ نہیں کہا تھا۔ میری بیوی نے مجھے کہا بچے تیرے ہی درود دہرنا تا انہیں بلاؤں۔ میں نے کہا پہلا من مال باپ کا ہے۔ پہلے میں انہیں دودھ پلاؤں گا۔ اور پھر چھاری بارہی آئے گی۔ اسے میرے رب سے یہ دودھ کا ایک پیالہ پھر اور اپنے مال باپ کے بستر کے پاس لگاتا انہیں بیدار کر کے دودھ پلاؤں

پھر مجھے خیال آیا

کہ اگر انہیں جگایا تو انہیں تکلیف ہوگی اس لئے یہ آپ ہی جاؤں گے اور انہیں دودھ پلاؤں گا۔ اسے میرے رب میں ان کے بستر کے پاس کھڑا ہوا اور ساری رات گورنگی برے بیٹے جگایا جگایا سو گئے اور میری بیوی مراد پرانی بڑا پرانی ہو گئی کہ کتنا سنگین انسان ہے کہ بچے کو بکریاں کے دودھ سے پلایا ہے۔ میں نے اس طرف کوئی توجہ نہیں دینا۔ میرے مال باپ جب صبح اٹھے تو میں نے انہیں دودھ پلایا اور پھر اسے اپنی بیوی کو پینے کے لئے دیا۔ اسے میرے اب اگر میری بیوی کی طرف تیرے ہی لئے بھیجا اور اس میں دنیا کی کوئی مٹی نہیں تھی اور میرا یہ عمل

مغض تیری رضا کے لئے تھا

تو میں اس کا واسطہ دے کر کتابوں کی میری نجات کا کوئی سدوت پیدا فرما۔ اس نے یہ دعا کی تھی کہ اے میری بارگاہی اور اس بقعہ پر گری جس پر اس کتابت احمد غار کے منہ سے برے سٹے گیا۔ اسی طرح باقی وہ سٹے بھی دعا میں کہیں اور ان کی دعا کے نتیجے میں پتھر کا تیسرا حجر ملے شہر غار کے منہ سے برکت گیا۔ اور آخر نارا کا فتنہ کھل جانے پر وہ آزاد ہو گئے۔

میرے عقول کے ساتھ انہوں میں سے صرف

پہلے شخص کی دعا

کا ہی تعلق ہے۔ لوگوں میں اپنے رشتہ داروں کے لئے محبت اور قربانی کے جذبات بے خشک ہوتے ہیں۔ جگہ جگہ میں جو مال باپ کا خدمت کرتے ہیں۔ یعنی تو ہی خیالی کرتے ہیں کہ میری بیویوں کے اخراجات سے کتنا کچھ بچے کہ مال باپ کو دیا جائے یا پھر انہوں کا اظہار کر دیتے ہیں کہ میں اپنے مال باپ کا کچھ خدمت نہیں کر سکتے۔ حالانکہ بات سمجھتی ہوئی ہے۔ صرف لغتہ اللہ ہوتا ہے۔ اگر خدمت کا لغتہ لٹ جائے تو اخلاق قائم ہو جائیں۔ مستحق الف۔ مہ اور جہی افراد ہیں۔ الف۔ یہ کہ خدمت کرنا ہے اور ادوب ج کہ خدمت کرنا ہے اور ابرا اخلاق بے ہیں۔ اگر یہ لغتہ لٹ جائے تو کچب کی خدمت کرے اور الف کی خدمت کرے۔ تو خدمت میں ہو چلے۔ اور اخلاق بھی قائم رہیں۔ صرف ارادہ بدلنے کی وجہ سے اور اگر ارادہ بدل جائے گا تو خدمت ساری کی مہرق وے گی۔ نہ مال باپ خدمت سے رہ جائیں گے اور نہ میری بچے لیکن لغتہ بدل جائے گا۔

فریق انسان کے اخلاق میں مختلف جذبات ہیں لیکن سب اخلاق میں سے جو زیادہ قیمتی ہے وہ

خدا تعالیٰ کی محبت

ہے ہم دوسری تمام چیزوں کے ساتھ کسی نہ کسی رنگ میں ترجیحی سلوک کر دیتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے مستقل ہمارا سلوک بہت حکیم تر بھی ہوتا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مال باپ پر ذکریہ ہوتا ہے کہ بعض کی زبان پر بزرگی نہیں ہوتا لیکن جو سون میں ہوتا ہے مگر یہ کبھی زبان تک نہ جاتا ہے نہیں ہوتا۔ بٹے رسول کی مہل انہی علیہ وسلم کے نام میں ایک بہری ماہی تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی بائیں دستار پہنچا۔ ہاتھیں بستے کہ جہاں کے بھائی نے اسے پوچھا تھا تو تم نے کیا بیچارہ نکالا ہے۔ وہ کہنے لگا جہاں میں اس نے کی ہے۔ وہ تو جہاں میں اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بیٹی کو میں بھی جی معلوم ہوتی ہیں۔ لیکن رنگے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اس کی خلیفہ صرف یہاں تک رہ جاتی ہے اس سے بچے نہیں

جاتی۔ اور جب تک میری جان میں جان ہے میں نہیں مانوں گا۔ اس کے بھائی نے کہا میرا بھی یہ خیالی ہے۔ میں بعض چیزیں صرف گنگے تک رہ جاتی ہیں مجھے نہیں جانتی۔ زبان تو رپر کے حصہ میں ہے دل کے اندر نہیں اس لئے زبان مناخ کے تابع بڑا کٹی سے انسان بائیں کرتا رہتا ہے۔ اور لوگ دھوکا کھاتے رہتے ہیں۔ زبانیں ایک بات کہتی ہیں لیکن دل اس کی بہت کہ اجاب کرتا ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کلمۃ الحکمۃ خصالۃ المؤمن اخذھا حدیث وحیدھا۔ یعنی دفتر خبر میں کہ زبان سے بھی حکمت کی بات نکل جاتی ہے۔ لیکن مومن کو یہ خیالی نہیں کرنا چاہیے کہ

یہ حکمت کی بات

مومن نے بھی ہے یا کافر نے ہے یہ سمجھنا چاہئے کہ ہر اچھی بات اس کی حکمت ہے۔ اور جب ہر اچھی بات اس کی حکمت ہے تو وہ جہاں نہیں بھی اسے اپنے اسے حاصل کرنے کو کوشش کرے۔ یہ کہاں کی عقل ہے کہ حکمت کی بات اللہ نے کی لیکن اب کتابت کو میں یہ حکمت کی بات نہیں لیتا۔ چھاری بچہ کوئی دوسرا شخص چھین لیتا ہے تو وہ تم دا میں سے بیٹے ہو۔ لیکن حکمت کا کلمہ جو اس سے بھی زیادہ قیمتی ہے وہ نہیں لینے کلمۃ الحکمۃ خصالۃ المؤمن اخذھا حدیث وحیدھا۔ یعنی ہاں زیادہ حکمت کی جو بات ہوتی ہے وہ مومن کی حکمت ہے۔ حکمت کی بات اگر اسے اگر کسی کا رزق کے پال سے بھی مل جاتے تو وہ اسے چھوڑا نہیں کرتا۔ گویا چنانچہ اسے کوئی کلمہ حکمت ہے وہ لے لیتا ہے

میں جب انگلیتہ گیا

تو کسی انگریز نے مجھے ایک کتاب بطور تحفہ دی۔ وہ کتاب کسی امریکی شاہی کے تھی۔ ایک دن ہم بیٹھے ہوئے تھے۔ میری ایک بیوی بھی میرے پاس تھیں۔ مجھے خیال آیا کہ کسی نے یہ کتاب مجھے بطور تحفہ دی ہے میں اسے پڑھی ہوں۔ چنانچہ میں نے وہ کتاب پڑھی۔ اس کا رزق کے مزے موزانہ جاتا تھا۔ یعنی ہوتی تھیں وہ مشاعرہ نظم میں لگے جہاں کا نقشہ اس طرح پیش کرتے ہیں کہ گویا

قیامت کا دن آگیا

ہے۔ اور خدا تعالیٰ کے سامنے سوال جواب ہو رہا ہے۔ کچھ لوگ خدا تعالیٰ کے سامنے آئے۔ اور انہوں نے موتوں اور چیزوں اور آخرتوں کے جوہر اس کے تہوں میں ڈال دیئے۔ اسی طرح وہ اور بھی کچھ مادی چیزیں بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک گوشہ میں کھڑی جوان تھی کہ میرے پاس تو کچھ بھی نہیں۔ میری ماری اسے کی تو میں نے خدا تعالیٰ کو یہ تحفہ دیا۔ آخر یہ سارے کے سارے لوگ جب پہلے کے تو

مجھے آواز آئی

کہ آئے اور میں خدا تعالیٰ کے حضور حاضر ہوئی اور اس کے قدموں میں دوقی ہوئی گر گئی۔ میں نے کہا اسے اللہ میرے پاس سوائے ان چند آدمیوں کے اور کچھ بھی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اندر لٹکا لیا اور کہا میرا رب سے قیمتی تحفہ آج کے یہ آئو بھی۔ یہ کلمہ حکمت تھا جو ایک عیبالی عورت کے منہ سے نکلا۔ ایک عیبالی کی عظمت بھی خدا تعالیٰ نے ہی پیدا کی ہے اور کبھی بھی وہ اپنے اسامات اور جذبات سے آزاد ہو کر عظمت کی طرف لوٹتا ہے اور جب وہ عظمت کی طرف جاتا ہے تو وہ دنیا ہی ہمارے قریب ہوتا ہے۔ جیسے ایک مومن وہ عظمت کے زوروں کو پڑھتا ہے اور ان زوروں کو سامنے لا کر رکھ دیتا ہے

مجھے یہ واقعہ پڑھے ۲۶ سال کے قریب گزرنے میں۔ کراہ بھلا اس بات کا مجھ پر گہرا اثر ہے کہ اس عورت نے کیسی لطیف بات کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو انسان کے تعلقات ہیں۔ وہ مقدم ہیں اور انہیں مقدم رکھا جائے انوں ہے کہ اب بہت کم انسان ہیں جو انہیں مقدم رکھتے ہیں۔ یا حقیقی طور پر انہیں مقدم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم فرماتا ہے۔ ان اللہ اشتراعی من المؤمنین انفسهم واما لہم بان لہم الجنة یعنی اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کی بائیں اور ان کے اموال خریدے ہیں اور انہیں جنت دے دی ہے۔ میں یہاں حقو کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایک سوا ہے جو بولتا ہے ہوا اور جس کے یہ لہی اس نے مومنوں کو جنت دے دی۔ امریکہ جی طرح نے جو بات کہی ہے وہ صرف

پیدا ہوتی ہے۔ اور جو خدا تعالیٰ کو وہ بطور تحفہ پیش کرتا ہے وہی اس بات کا مستحق ہے کہ اسے خدا تعالیٰ کی محبت کا خندا رکھا جائے۔
دنیا میں

حضرت سیّد عبد اللہ الدین صاحب مرحوم

دستم فرودہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مآظلم العالی

نوٹ:- بروہ میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مآظلم العالی کو حضرت سیّد عبد اللہ الدین صاحب کی وفات کی انوشنگ الملاء نے پر حضرت ممدوح کی طرف سے حضرت اخبار الفضل مجریہ ۲۷ اپریل ۱۹۳۷ء میں شائع ہوا۔ مندرجہ ذیل اسباب کی خاطر سے ذیل میں نقل کیا جاتا ہے۔

(ادامہ)

سکنندہ آباد دکن رائیگاں سے یہ انتہائی انوشنگ نماز آئی ہے کہ حضرت سیّد عبد اللہ الدین صاحب سکنندہ آباد دکن میں وفات پا گئے انا اللہ وانا الیہ راجعون۔ حضرت سیّد صاحب مرحوم کا نام نامی جامعیت میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ انہوں نے غالباً خلافتِ ثانیہ کے ابتدائی ایام میں اسماعیلیہ فرقے سے منقطع ہو کر احمدیت کو قبول کیا تھا اور پھر ایمان و اخلاص میں ایسی جلد حلقہ ترقی اور ترقی اور خدمتِ دین کا ایسا اعلیٰ نمونہ قائم کیا کہ بہت سے پہلے آنے والے لوگوں سے آگے نکل گئے۔ یہی وہ مبارک طبقہ ہے جسے قرآن مجید نے سابقوں کے اعزازِ قائم سے یاد کیا ہے یعنی وہ بعد میں آتا ہے مگر دین کے میدان میں اپنی تیز رفتاری سے پہلوں سے آگے نکل جاتا ہے۔ حضرت سیّد صاحب مرحوم نے عزیز معمولی ترقیاتی کے عملدادہ اسلام اور احمدیت کی خدمت میں آیتادریس لکھ کر پیش کیا کہ ان کے تبلیغی دلوں کو دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ گویا ایک مقدّم جنوں تھا جو انہیں ہر روز آگے سے بڑھاتا چلا جاتا تھا۔ اور ان کا ہر دینی جذبہ آخر عمر تک رتہ غالباً ۸۰ سے اوپر عمر بیکار ہونے کی مجال قائم رہا بلکہ ترقی کرنا گیا اور ذاتی ترقی اور عبادت میں بھی ان کا مقام حقیقتاً مثالی تھا۔ اللہ تعالیٰ حضرت سیّد صاحب کو منت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا کرے اور بہترین نغمہ سے نوازے اور ان کی اولاد کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو اور جماعت میں بھی ان کے مقدّم و رشتہ ہمیشہ جاری و ساری رکھے آمین یا رب العالمین۔ وہ یقیناً اس طبقہ میں سے تھے جن کے مشفق قرآن فرماتا ہے کہ منہج من قضیٰ حجبہ ومنہج من ینتظرون لہ

لبقہ کا خدا حافظ ہے۔

اسے خدا بہتر تربیت اور بارشِ رحمت مبارک
داخلش کن از کمال فضل در رحمت الغیم
خاکسما:-
مرزا بشیر احمد مولودہ ۲۷ ۱۲ ۱۹۳۷ء

حضرت والد صاحب کی وفات پر اظہارِ تضرع و تضرع

شکر احباب

والد ماجد و حضرت سیّد عبد اللہ الدین صاحب کی وفات پر جس رنگ میں احبابِ جماعت نے تدارکِ مطلق اور ملاقاتوں کے ذریعہ ایم دلی بھروسہ اور تضرع کا اظہار کیا ہے۔ اور دعاؤں سے ہماری مدد فرمائی ہے۔ ہم سب آپ پر دل سے شکر گزار ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا جان ہے کہ آپ نے ہم سب کو حقیقی اسلام بھی انوکھ کی سبک میں پردہ دیا ہے۔ کہ ایسے مومن پر کسی ایک کا کہی بڑا سب کو سزا دینا ہے۔ خواہم اللہ احسن الخیر۔ یہ عاجز اور میر سے بڑے جہاں سے سیّد علی محمد الدین صاحب کو شکر کر رہے ہیں کہ سب دوستوں کو انفرادی جواب بھی دیا جائے جس میں یقیناً خود سے تاخیر ہوگی۔ اس لئے ان چند سطور کے ساتھ اسبابِ جاہلہ کا عمومی طور پر ایسے سب افراد ناموں کی طرف سے تدارک سے شکر اور اکرنا ہے۔ اور درخواست کرنا ہے کہ احباب ہمیں ای دعاؤں میں ہمیشہ یاد رکھیں۔ اور حضرت والد ماجد پر نذرانے کے حق میں ہمیں دعا کرے، اس کا اللہ تعالیٰ سے آپ کو اعلیٰ مجلس میں جگہ سے اور آپ کے نیک نواز پر ہم سب کو ایسے کی توفیق دے کہ ہم

ہر خوشی کے موقع پر

عالمیں آدمی کے دل میں ایک تیس اٹھتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شادی ہو رہی ہو۔ لوگ اکٹھے ہو کر ایک دوسرے کو کچھ مل رہے ہوں۔ تزیینہ نظارہ دیکھ کر ایک عورت جس کا بیٹا یا بیٹی کی تم ہو رہی ہو۔ اور اسے اپنا گم خندہ بھائی یا بیٹی یاد آجاتا ہے۔ وہ خیال کرتی ہے کہ کاش میرا بھی بھائی یا بیٹی موجود ہوتا۔ تو میں بھی اس سے لگے لگتی۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری شریعت میں ہر خوشی کے موقع پر خدا تعالیٰ نے نماز متقرر کر دی ہے۔ جو کادان چھٹی کا ہوتا ہے۔ اس دن اجتماعی نماز رکھ دی۔ جو کد نمازیں الگ الگ اور رکعت فرض ہی ہوتے ہیں۔ مگر اس کی تیاری میں زیادہ وقت صرف ہوتا ہے۔ اور نماز ظہر کی نسبت عید کے نماز کے لئے ترقی کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ پھر

عیدیں آتی ہیں

ان میں بھی خدا تعالیٰ نے نماز متقرر کر دی۔ جس میں اس طرف اشارہ کرنا مقصود ہے کہ اگر تمہارے دل میں خدا تعالیٰ کی بھی محبت اور عشق ہے۔ تو یہ ایک دوست دوسرے دوست سے ملے گا یا اس سے معاشرہ یا معاشرہ کرے گا تو اس کے اندر ایک تیس بھی آئے گی۔ کہیں رید اور بیکار اور خالد کو مل رہا ہوں۔ بگ انوں کہ میں اپنے اصل مقصود کو خدا تعالیٰ سے نہیں مل رہا۔ پس عشق کے جوتے ہونے

خوشی کی کوئی تقریب ایسی نہیں ہوتی

جو ہم نہ ہی جانتے ہوتے ہوتے خوشی کی تقریب کا نام نہ ہی جانا یا ایک نام نہ ہی اور ہے۔ جس میں کچھ کچھ ہو۔ ہر شے کچھ ہواں کے ہاں پیدا ہوتا ہے اسے دیکھ کر وہ رو پڑتا ہے۔ اس کے خواہ وہ کسی شے بھی ہر شے میں اس کی شکل نہیں ہوتی۔ جب کچھ کتبہ سے ہاں دہراں کچھ پیدا ہوتا ہے۔ کیا اب بھی تم وہی ہر وعدہ ہے کہ گئے اپنا گم شدہ بچو یا آگیا تھا۔

حضرت یقوب علیہ السلام

کے بارہ بیٹے تھے مگر جب یوسف تک یوسف نہیں ملا۔ ان کے گیارہ بیٹے گیارہ خوشیاں نہیں تھیں۔ مگر ان کے بیٹے ایک رنگ میں تم کا بہت تھے۔ وہ بارگاہی اور جب انہیں نظر آتے۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام یاد آجاتے ان کا دل تڑپے پھر جاتا اور ان کی آنکھوں میں آنسو ڈوبتا ہے۔ کبھی کبھی گم شدہ بچہ ہوش یاد آتا ہے۔ لیکن مرنے والا یاد نہیں آتا۔ مرنے والے پر چند دن بعد کہ ان کی قبر کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن کھول دیا پھر ساری عمر یاد آتا رہتا ہے کہ شہتہ خدا۔ جس میں ماڈل کے بیٹے ادھر ادھر گئے تھے۔ ان میں سے بعض میرے پاس دعا کے لئے آتی ہیں۔ تو ان کے ہی الفاظ چلتے ہیں کہ دعا کریں۔ یا تو اس کا پتہ لگ جائے کہ وہ کہاں سے اور یا پتہ لگ جائے کہ وہ درگاہ ہے اگر تم کسی سے تو پھر خدا تعالیٰ کے ساتھ ان کا واسطہ ہو جائے گا۔ ختم جب کوئی محبوب چھٹا ہوا ہو۔ تو خوشی کی تقریب بھی ہمیں ہوتی ہے۔ اگر

خدا تعالیٰ کی محبت

دل میں موجود ہے۔ تو نبی سے کبھی بھی حالت ہوتی ہے۔ اسی لئے اس تو تمہارے ہر قدر پر خدا تعالیٰ نے نماز رکھ دی جس میں اس طرف اشارہ ہے کہ ہم خوشی منا رہے ہیں۔ حالانکہ ہمیں اصل خوشی حاصل نہیں اس لئے آؤ۔ اب کچھ رو بھی لیں۔ اور خدا تعالیٰ کے حضور گرہ و زاری کریں۔ کیونکہ ہمیں خود اس طرح بھی انسان کے اندر روحانیت پیدا ہو جاتی ہے۔

۳۲- اور محمد پر شایوں اور تفکرات سے بچئے۔ آمین
نیا ساریٹیٹ، برنسٹا، مہا احباب میں ابن حضرت سیّد عبد اللہ الدین صاحب سکنندہ آباد دکن
فرخراست دعا۔ عزیز محمد مراد برقی فرمشی اور میرے بھائی محمد ہمت قریشی اہتمام میں
میرنگ میں شکر ہے۔ احباب جماعت اور درویشان کا دکان کی خدمت میں
جاوڑا، انہا سب سے بھگوان کا اعلیٰ کامیابی کے لئے دعا کریں
۱۳ مارچ ۱۹۳۷ء-۱۱ حنیفہ خدیجی ایشیا اور

کے ہمیں احتیاجات کو دیکھ کر حکومت وقت کے ہدایت سے مسلمانوں میں یہ تجویز پیش کی کہ

ماگورفت ایک فیزی جلسہ کا اعلان کر کے تمام جموں کے سرگودہ مللار اور فقراء اور بھلوں کو اس غرض سے لکھایا جائے کہ جلسہ کی تاریخ پر حاضر ہو کر اپنے مذہب کی سچائی کے ذمہ داریوں کی ادائیگی کی تعلیم پیش کریں جو دوسری قبلوں سے اعلیٰ ہو۔ ہرسانی درخت کی تمام شاخوں کی آبیاری کر سکتے ہیں۔

۱۲) دوسرے یہ فریضہ ہیں کہ ان کے مذہب میں ہر معنی میں اور طاقت بلا دینی ہی موجود ہے۔ جس کے اقتدار اور حاکمیت کی جگہ تو ان کے عقوبتوں کے سرگودہ ان درختوں کے لئے ہے جو ہر گھسے کے پیمانے میں قدم نکلیں اور تعلیم کی خوبیاں کرنے کے بعد ان کے پیشگیوں کریں جو حق نہ کے علم مخصوص ہوں اور نیز ایک سال کے اندر پوری دنیا پر باقی ہر مائیں غرض ایسے نشان ہوں جن سے مذہب کی ذہانت ثابت ہو۔ اعلیٰ

فروری ہے کہ پچھلے مذہب کی ہی نشانی ہو کہ زندہ خدا کے زندہ نمونے اور اُس کے نشانوں کے چمکتے ہوئے نور اُس مذہب میں تازہ جستانہ موجود ہوں۔

و ضمیر باریق القلوب الشہداء رحمہم اللہ ۱۹۶۹ء
مذکورہ بالا مشرانک کے **اسلام ایک مذہب ہے** اور تمام کورمیان تقابلاً یہ آئے کہ جرات نہ ہوئی اور شری حکومت وقت ایسے روحانی مقاصد کو کافی انتظام کرنا اسکا سچا ہے البتہ اسلام تاریخ نصیب جو جنس بیابانگ چلی اعلان کرنا ہے کہ

وہی ہر طرف نکل کر دہرا کے نکھایا ہم نے کوئی دین محمد سنا نہ پایا ہم نے نیز کوئی مذہب نہیں اب کلکشان کے مذہب بہتر ہے ہم نے کبھی کبھی کہا ہم نے اسلام کو خود تجربہ کر کے لکھا وہ ہے ذرا محض و کچھ نہ پایا ہے تمہارے تم تو ایسے بڑوں کو کہتے تھے کہ وہ اپنے عقوبتوں کو چھپا رہے تھے آؤ افسوس کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند ہر حالت کو مغالبت پر ہمیں ایمان ہے

نیز فرمایا۔

(ب) اسے تمام وہ لوگوں میں رسی ہے ہوا: اور اسے تمام وہ افسانہ لاجو مشرق اور مغرب میں لکھ ہوا: میں پورے دنوں کے ساتھ آپ کو اس طرف دعوت کرتا ہوں کتاب میں پر پیمانہ مذہب من اسلام ہے۔ اور کافرا بھی وہی خدا ہے جو قرآن نے بیان کیا ہے اور ہمیشہ کہ روحانی زندگی والا نبی اور حلالہ اور تقدس کے تحت پر بیٹھنے والا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جس کی روحانی زندگی اور پاک بھلائی کا ہمیں یہ فریضہ ہے کہ اُس کی پیروی اور محبت سے ہمیں تقدس اور خدا کے علائقہ اور آسمانی فشاؤں کے انعام پاتے ہیں۔

رتیاق القلوب مک ایشرف اہل (ج) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی زندگی کو پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ " میں تمام لوگوں کو یقین دلاتا ہوں کہ اب آسمان کے نیچے اٹھنے اور اکل طور پر زندہ رسول مرت ایک ہے یعنی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم۔

اس ثبوت کے لئے فرماتے مجھے سچ کر کے بھیجا ہے جس کو شک ہے وہ آرام اور آسپکی سے مجھ سے یہ اٹھنے زندگی ثابت کر لے۔ اگر میں نہ آیا ہوتا۔ تو کوئی غدر بھی نہ لکھا۔ مگر اب سچ کے لئے مژدہ کی جگہ نہیں کیونکہ خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں اس بات کا ثبوت دوں کہ زندہ کتاب قرآن ہے اور زندہ دین اسلام ہے اور زندہ رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ دیکھو میں آسمان اور زمین کو گواہ کر کے کہتا ہوں یہ باتیں سچ ہیں۔ اور خدا ہی ایک خدا ہے جو کہملا الا لا اللہ میں پیش کیا گیا ہے اور زندہ رسول ہی اللہ کی رسول ہے جس کے قدم پر بنے سر سے دنیا زندہ ہو رہی ہے۔ نشان ظاہر ہو رہے ہیں۔ برکات ظہور میں آ رہے ہیں غیب کے چمکنے کھل رہے ہیں پس مبارک وہ جو اپنے تئیں تدبیر سے نکال لے۔

دیکھو زندہ رسول

حضرت سید محمد عبداللہ الدین خاندان اللہ کی وفات پر احباب جماعت کی طرف سے اظہارِ تعزیت

کیرنگ راولپنڈی

جماعت احمدیہ کیرنگ نے حضرت سید محمد عبداللہ الدین صاحب کی وفات کی خبر بڑے رنج اور افسوس کے ساتھ سنی ان اللہ والہ الرحمون۔ حضرت سید صاحب مرحوم و منفقہ کی ایشاد و ترغیبی قومیت و شخصیت سے احمدی بچے کو فائدہ ہے آپ اسلام احمدیت کی تبلیغ کی خاطر ملامہ علمی خدمات کے مال کو باقی کی طرح بہا دیا۔ یوں تو سلسلہ کامر فروریانی و ایشاد کی خواہش دیکھتا ہے۔ اور سیکڑوں اس میدان میں بڑھتے چلے جا رہے ہیں۔ مگر سلسلہ کی تاریخ ان دو سیکڑوں کی ترغیبی کو کبھی فراموش نہیں کر سکتے اور جن کو حضرت سید مرحوم و منفقہ علیہ السلام کے زمانہ میں خدمت کا مرقعہ ملا۔ یعنی حضرت سید عبدالرحمن صاحب مدد اس لئے تھے۔ رحم۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ناز میں لکھ کر دیا یعنی حضرت سید عبداللہ الدین مرحوم و منفقہ تھے۔ دونوں نے اپنے مالوں کو اشاعت اسلام اللہ تعالیٰ دین کی خاطر بے دریغ نثار دیا۔ بسا اوقات اپنے آپ پر تنگی وارہ کوئی مگر سلسلہ کی خدمت سے منہ نہ موڑا۔

اسے جانے والے جاؤ اور اپنے خدائے رحیم و کریم کے آغوشِ رحمت میں بگیاؤ۔ ہزار ہزار رحمتیں برکتیں اور سلام ہوں تم پر کہ تم نے اپنی زندگی کے مقصد کو خوب سمجھا اور بڑی خوش پہلوئی کے ساتھ اس کو نبھایا

کیرنگ راولپنڈی (باقی)

جھبلی

آج وہ خبر آئی جس کے سننے سے طبیعت ہمیشہ گریز کرتی تھی۔ یعنی اہل جماعت سید عبداللہ الدین صاحب نے اللہ عزوجل کی خبر وفات۔ جماعت احمدیہ یعنی اس غلبہ سرگودہ پر اپنے گھر سے افسوس کا اظہار کرتی ہے۔ حضرت سید صاحب مرحوم احمدیت کے ایک زبردست مسلمان تھے۔ قرآنیوں کا عہدہ اور سیکڑوں کا سپیکر آپ کی وفات حضرت آیات سے جماعت میں جو بلا پیدا ہوا ہے۔ بظاہر اس کی تلافی مشکل معلوم ہوتی ہے۔

لعل اللہ یحدث بعد ذالک اسراراً
دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو طیبین کے اعلیٰ مقامات پر فائز کرے اور پسندیدگان کو مہربان کی توفیق بخشنے۔ آمین۔
سید اللہ انوار علیہ السلام یعنی (د) قرآن مجید کی اہمیت کا دعوے کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ " مرت قرآن کریم ایسی کتاب ہے جو اپنے وجود ہی کو ہر قسم کی دلیل سے مطلق کرنا اور کچھ پیش کرنا ہے۔ اور خدا کے احکام کو نہ تو دستا ہنہیں ہوتا۔ بلکہ اس کا ہر قسم سے تسلیم و خمر کرنے کی صدا اٹھانا ہے نہ کسی جبر و اکراہ سے بلکہ اپنے لطیف طریق استدلال سے اور نظری سیادت سے دوسرے توہمیت و انجیل وغیرہ کا غلطاب خاص گروہ ہے اور قرآن کے مخالف کُل لوگ ہیں جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ پہلی کتابوں کے زبردست دوسرے مذاہب و دھرم۔ ضلالہ اور جہود وغیرہ تھے۔ بلکہ ان کے قرآن قرین کے مخالف کُل لوگ اور انجیل اور قرآن (۱۲) فرمے ہیں: ولفظات ملامہ (۱۲) سچ فرمایا آپ نے یہ یا نبی تیرا زمانہ ہے کہ کلام ہے جو فروری قادیان صاحب اس میں جیسا تھا (باقی)

